رجسٹرڈ ایل ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ایڈیٹر یعقوب علی تراب

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

سالانہ قیمت پیشگی

جلد ۵	دار الامان قادیان ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۲۹

بقیہ مضمون میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

انبیاء کی تعلیم کے مہیمن قرآن کریم کے موجود ہوتے کسی خاص تعلیم کی ضرورت

مانا کہ انبیا کی تعلیم ہی قابل اتباع ہے اور وہی کافی سامان اصلاح فساد کے واسطے اپنے اندر موجود رکھتی ہے ہاں کسی نافع شے کا موجود ہونا اور بات ہے اور اس شے کا طریق استعمال کہ جس سے وہ مفید اور نفع بخش ہو اور بات ہے دوائیں تو پنساریوں کے پاس ہیں مگر پنساری طبیب نہیں پس طبیب درکار ہے جو اجزا مناسبہ کا وزن قائم کرکے شفا بخش نسخہ لکھے اور ترکیب بتلائے جس سے فساد مزاج دور ہو کر طبیعت اصلاح پر آئے۔ مانا کہ سامان اصلاح موجود ہے مگر ترکیب استعمال بتلانے کے لئے کہ جس سے میزان عدل پھر قائم ہو کسی حکم و عدل کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ انبیا کی تعلیمات کا اپنے پاس دعوی کرنے والے بہت موجود ہیں۔ کون ہے جو اس فساد عظیم کے زمانہ میں اپنی کتاب کو خدا کی کتاب نہیں بتلاتا اس وقت کہ مذاہب مختلفہ کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے ہر ایک اہل مذہب یہ ہی دعوی پیش کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمانی ہدایت موجود ہے۔ پس کس طرح ثابت کیا جائے کہ کون اپنے دعوی میں سچا ہے اور کون ہے جو محض اپنی خوش اعتقادی سے ہی اپنی کتاب کو خدا کی کتاب سمجھ رہا ہے اس میدان میں کھڑا ہونا اور سب اہل مذاہب سے مقابلہ کرکے ثابت کرنا ایک ایسے مرد میدان کو چاہتا ہے کہ جو ہر پہلو سے ہر ایک مخالف مقابل کے دعوے اور دلائل کو توڑ دے اور پکار کر اس بات کا اظہار کرے کہ میں وہ شخص ہوں کہ جو ثابت کرتا ہوں کہ خدا کی کتاب ایک ہی

کتاب ہے اور وہی ہے جو میرے پاس ہے ایسی باتیں مذہب کی سچائی میں پیش کی جاتی ہیں کہ جس کی بابت مذہب کے حامیوں کو اپنے گذشتہ بزرگوں کے عجائب کاموں کی مدح میں قصوں اور کہانیوں کے طور پر مشہور کرنے کا موقعہ ملتا ہے جنکو وہ ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہر ایک سننے والے کو انکار کرنے کا موقع ان کے سرگرم حامی نہیں لینے دیتے مگر خصوصیت تو یہاں بھی مفقود ہے صاف بات ہے کہ کسی اہل مذہب کو ایسے واقعات پیش کرنے میں ان کی شہرت عام نے جو بلا شرکت نہیں ہے خاص ممتاز ہونے کا حق نہیں دیا اگر ایک نے دس دس کرامتیں بیان کردیں تو دوسرے نے اپنے پیشواؤں کی بیس اس کے مقابل سنا دیں۔ جیسی وہ شنید ویسی ہی یہ شنید۔ اب گرد کہانے کی طاقت نہ اس میں نہ اُس میں پس یہ معیار بھی کمزور۔ بات تو جب تھی کہ اپنی کتاب کی برکات موجودہ کا وجود مشاہدہ کرایا جاتا۔ ورنہ یہ بھی تو اُسی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے جو ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کی سچائی اور کتاب کی عظمت کی دلیل سمجھ بیٹھا ہے۔ سچائی کی روح جس کتاب یا جس مذہب میں ہوتی ہے اس کتاب یا مذہب کی برکات بھی ہمیشہ رہنے والے اور علی الدوام زندہ ہوتے ہیں۔ اور اس کتاب کے تابعداروں میں جو افراد حق الیقین کے مراتب پر پہونچے ہوئے ہوتے ہیں ان میں ان برکات کا نمونہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ وہ جدید طور پر اپنی کتاب اور اپنے مذہب کے من جانب اللہ ہونے کے ثبوت پیش کرنے پر جیسا جس زمانہ کا تقاضا ہو ہر وقت طیار رہتے ہیں اس پاک جماعت اور حزب اللہ کا ہر ایک

فرد صرف اسی بات پر قناعت نہیں کرتا کہ ہمارا باپ ایسا تھا اور ہمارا دادا ویسا تھا بلکہ وہ خود آگے بڑھکر بڑی طاقت سے علانیہ بولتا ہے کہ ہم ایسے ہیں اور ہمارا مذہب ایسا ہے اور ہماری کتاب ایسی ہے اور ہمارا خدا ایسا ہے وہ ہر ایک فن میں جو اس کتاب کی منجانب اللہ ثابت کرنے کے واسطے درکار ہوتا ہے آسمانی برکات کے شامل حال ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اگر مقابلہ پڑجاے تو غالب اثر کے ساتھ سب کو مغلوب کرکے حق کا اظہار کردیتے ہیں اور پھر اس کتاب یا مذہب کی زندہ برکات کا عالم پر رعب چھا جاتا ہے۔ کسی کو مجال دم زدن نہیں رہتی سب کے حوصلے پست ہو جاتے اور حق غالب آجاتا ہے اس مالک حقیقی کی طرف ایک کشش شروع ہو جاتی ہے اور خدائی اقتدار کے نشان محسوس ہونے لگتے ہیں اور ہر ایک فساد طبائع انسانی سے خود بخود دور ہونے لگتا ہے۔ زمانہ میں ایسی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے کہ جو اس آتش کو جو طبائع انسانی میں اس جادۂ اعتدال سے منحرف ہونے کے سبب پیدا ہو جاتی ہے افسردہ کردیتی اور پھر انسانی جماعتیں مرکز اعتدال پر آجاتی ہیں۔ ہر طرف صلح و امن کی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ جس زمانہ میں وہ میزان عدل جس پر انسانی جماعتوں کی فلاح اور نجات منحصر ہے قائم نہ رہے اور الٰہی ہدایت نامہ سے روگردانی شروع ہو جاے تو یہ برابر ہوتا چلا آیا ہے کہ میزان عدل کے قیام کا بندوبست کیا جاتا ہے اور ان تغیرات کو جو مزاج عالم میں نمودار ہو گئے ہوں دور کیا جاتا ہے اور جو تازہ فساد طبائع میں پیدا ہو جاتا ہے

اس کے اخراج کی توجہ کی جاتی ہے اسی علاج کا نام اصلاح ہے اور اسی مصلح کا نام مجدد۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تکمیل شریعت تکمیل کتاب۔ تکمیل دین کے اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین پر سچا اور کامل ایمان رکھنے کے پھر بھی اس پر حکمت کلام پر یقین کرنا پڑتا ہے اور ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابو داؤد ادنی غور سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر زمانہ کی نیرنگیاں خود اس کو منوائے بغیر نہیں چھوڑتیں اور نہ چھوڑا ہے کہ تکمیل کتاب کے بعد بھی انسان کی ضرورت ہے تعلیم بجائے خود کس قدر کامل ہو مگر معلم کامل کے بغیر شاگرد کامل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید بے شک کامل مکمل ہدایت الی نہایت ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل مکمل معلم اور ہادی پیدا ہونے سے ہی شاگرد بھی کامل ہوے۔ تعلیم کامل اب تک موجود اور ہمیشہ رہے گی مگر معلم کامل کے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتا کہ شاگرد کامل پیدا ہو جائیں جب زمانہ کی نیرنگیاں طبائع پر اثر انداز ہوئی ہیں اور اس زمانہ میں مزاجوں میں اختلال آگیا ہے تو صحیح سنن کی رو سے مصلح اور مجدد کا پیدا ہونا بھی ضروری ہوا اور پھر جب جناب سرور کائنات صلعم نے ہی اپنی پر حکمت کلمات یعنی احادیث میں فساد زمانہ کی تصویریں کھینچدی ہیں اور اختلال حالات سے آگاہ فرمادیا ہے اور اصلاح کے لئے بھی اسی طرح مجدد کے مبعوث ہونیکو بڑی وضاحت سے بیان کردیا ہے تو پھر معلم کامل کے وجود سے جو آسمانی نشانوں کے ساتھ مدعی اصلاح ہو انکار کرنا تکذیب اقوال

حضرت اقدس کی پاک باتیں

ایک جامع درس

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اُٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہونچنے کی امید ہو سکتی ہے اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامد کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدون کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اسکو نفع پہونچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالےٰ کے بدون پہونچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے اس سے پیشتر کہ وہ نفع اُٹھا دے نفع پہونچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اُٹھ جاوے یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاوے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اُس سے اُٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم انسان کے شامل حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جب کہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر کسقدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالےٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے اُسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ خود اُسکا ولی اور مربی ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اُن کے ساتھ وہ رأفت و محبت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے

وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالےٰ نے انکو دی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اُسکی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ اس للہی وقف کیطرف ایما کرکے فرماتا ہے مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اسجگہ اسلم وجھہ للہ کے معنے یہی ہے کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہنکر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اسکی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے

حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جسقدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کے نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسی طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد وراہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہونچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

اللہ تعالےٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے

اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں اُن تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جوایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہیئں دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو۔ جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو نہ ہم جنسوں میں کسی عار وشرم کا باعث۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہوگی پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کرویتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بیدست وپا ہو جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے سستی اورکسل اس کے پاس نہیں آتا

حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بڈھا ہوں کل مر جاؤنگا پس اُسکو حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھ پر فرض ہے کہ درخت لگاوے پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے میں پھر کہتا ہوں کہ شست نہ بنو اللہ تعالے حصول دنیا سے منع نہیں فرماتا بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرماتاہے اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ انسان بیدست وپا ہوکر بیٹھ رہے بلکہ اُس نے صاف فرمایا ہے وَلَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اس لئے مومن کو چاہیئے کہ وہ جد وجہد سے کام کرے لیکن جسقدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو دین کو مقصود بالذات ٹھیراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔ دولتمندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہوکر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوے

حضرت ابو بکر صدیق کا مسلمان ہونا۔

لکھا ہے جب آپ تجارت سے واپس آئے تھے اور ابھی مکہ میں نہ پہونچے تھے۔ کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا۔ اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اُس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعوی کیا ہی ابوبکر نے وہیں کھڑے ہوکر کہا کہ اگر اُس نے یہ دعوی کیا ہے تو سچا ہے چنانچہ جب مکہ میں پہونچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے واقعی پیغمبری کا دعوی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اُسی وقت مشرف باسلام ہوگئے

باقی آئندہ

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک حالات زندگی جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے تحریر فرمائی ہیں قابل دید کتاب ہے۔

قیمت صرف ۸/

خطبۃ الجمعۃ

جو حضرت حکیم الامت جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو بروز جمعہ پڑھا۔ (ایڈیٹر)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ الی الآخر

قرآن کریم سے بڑھکر دنیا کے لئے کوئی نور شفا رحمۃ فضل الدمیات نہیں ہے۔ اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے یہ سچ اور بالکل سچ ہے اصدق الحدیث کتاب اللہ۔

اس قرآن کی ایک مختصر سی سورۃ میں اس جمعہ میں سنانے کو کھڑا ہوا ہوں ذرا سی صورت ہے ایک سطر میں تمام ہوگئی ہے لیکن اگر اسی ذرا سی سورۃ کو انسان رہنا دستور العمل بنالے تو کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہ جاتی۔

اس سورۃ کو مولی کریم نے عصر کے لفظ سے شروع فرمایا ہے انسان کے واسطے دن معاش کا ذریعہ اور رات آرام کا وقت بنایا ہے اور فرمایا وجعلنا النهار معاشا۔ سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بارک اللہ فی بکورھا فرمایا کس قسم کی معاش؟ دنیوی معاش اخروی معاش کے لئے یہ جگہ ہے الدنیا مزرعۃ الاخرۃ جیسا بیج بوگے انجام کار ویسا پھل پاؤگے کون اسبات کو نہیں جانتا کہ جو کے بونے والے کو آخر جو کاٹنے پڑینگے اسدن میں آخری حصہ کا نام عصر ہوتا ہے۔ عصر کے بعد کوئی وقت فرضی نماز کی ذریعہ رضا الٰہی کے حصول کے لئے باقی نہیں رہتا دن کی نمازوں کی انتہا عصر کی نماز ہے جو عصر کی نماز ترک کرتا ہے

اسے اب دن نہیں ملتا - اسی طرح جسکو عصر کے وقت تک مزدوری نہیں ملی اب اُسکا دن ضائع گیا اور اُسے مزدوری نہیں مل سکتی -

اسیطرح پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر کا زمانہ ہی ایک حدیث میں تصریح آئی ہے کہ بعض تو میں صبح سے دوپہر تک مزدور بنائے گئے ہیں اور بعض دوپہر سے عصر تک مزدور بنائے گئے - اور ایک قوم عصر سے غروب آفتاب تک ٹھیکہ دار ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات آپ عصر سے مناسبت رکھتا ہے جیسے قرآن کریم کے بعد اور کوئی کتاب نہیں اور شرائع الہیہ کے بعد اور شرع نہیں عصر کے بعد کسی نماز کا وقت نہیں پس اس عصر کی نماز کے لئے بہت تاکیدیں فرمائی ہیں جو عصر کی نماز چھوڑتا ہے اسکا اہل و مال کاٹا گیا اسی نماز کے لئے فرمایا کہ یہ نماز منافق کی تمیز کا نشان ہے جو سورج کے غروب کیوقت چار ایک چونچیں سی لگا دیتا ہے امت محمدیہ میں آنے والے لوگوں کے لئے ہی عصر کا نمونہ ہے ہم کہلے طور پر مدلل براہین دکھا سکتے ہیں حجت ملزمہ کیطرح یقین دلانے کو طیار ہیں اگر فطرت سلیم ہو یہ حقیقی وقت ہے کہ کوئی کا سر صلیب مامور ہونے والا ہو - پس یہ عصر کا وقت ہے اسکو غنیمت جانو جب سایہ زرد ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے مفید وقت جاتا رہتا ہے اُسیوقت منافق کی نماز کا وقت ہوتا ہے - ایسا ہی جو قوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام نہ ہوئی وہ آخر خلفا کے زمانہ میں مسلمان تو ہوئے مگر وہ عزت اور شوکت انکی نہ رہی رعب کے نیچے آکر کثرۃ کو دیکھ کر بہت سے لوگ ایک

جماعت میں شامل ہو سکتی ہیں - مگر ابتلا کے وقت مخلص ہی شامل ہوتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن - ساحر مفتری مجنوں کہا جاتا تہا اسوقت جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر ملے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا ان کے ساتھ پیچھے آنے والے کب مل سکتے ہیں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرو تو بھی سابقین کے ایک مٹھی جو کے برابر قدر نہیں ہو سکتی یہی وہ سر عظیم تھا جسکو پہونچکر صحابہ نے ابو بکر صدیق کو حضور علیہ السلام کا جانشین بنایا غار ثور میں جب آپ تشریف رکھتے تھے اُس تیرہ و تار غار میں ساتھ جانے والا جو کچھ لے گیا ہے وہ دوسروں کو نصیب نہیں ہے غرض عصر کے وقت کو غنیمت سمجھو - اس عصر کیوقت میں کیا کر سکتے ہو چار کاموں کے لئے ارشاد فرمایا -

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

ساری مخلوق گھاٹے میں ہے انسان گویا برف کا تاجر ہے برف پر ایک وقت آئے گا کہ ساری پگھل جائے گی - اس لئے برف کے تاجر کو لازم ہے کہ بہت ہی احتیاط کرے - انسان بھی اگر غور کرے تو عمر کے لحاظ سے اسکو برف کا کارخانہ ملا ہے - ایک بچہ کی ماں اپنے بیٹے کو جلد بڑہتا دیکھ کر خوش ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں اسکی عمر میں سے چار برس کم ہو چکے ہیں پس اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ عمر دم بدم گذرتی اور برف کیطرح پگھلتی جاتی ہے اور اُسوقت کا علم نہیں جب یہ تمام ہو اس لئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے وقت کی قدر کرے اور عمر کو غنیمت سمجھے اور اس تھوڑے سے دنوں میں جو اسکو مل گئے ہیں مولا کریم سے ایسا معاملہ کرے کہ ان کے گذرنے پر اُسکو عظیم الشان آرامگاہ حاصل ہو - بڑے بدبخت ہیں وہ جو اپنے بیوی بچے کے آرام کے لئے دین برباد کرتے ہیں یاد رکھیں کہ مال - اسباب - عزیزوں رشتہ داروں سے بہرہ ور ہونا اور فائدہ اُٹھانا محض مولی کریم کے فضل پر منحصر ہے -

اس سورہ شریفہ میں فرمایا کہ سب انسان گھاٹے میں پڑے ہیں مگر ایک قوم نہیں وہ کون؟

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

چار باتوں کو دستور العمل بنالے تو اس عصر کے وقت سارے دن کی مزدوری سے زیادہ مزدوری مل جاوے حدیث میں لکہا ہے کہ صبح سے شام تک مزدور رکھے تئے ایک دینار ہے پس صبح والے مزدوروں نے دوپہر تک کام کیا انکو دو دینار مزدوری ملی - مگر قرآن شریف سے یہ ملتا ہے کہ جب ایک مومن عمل کرتا ہے تو اُسکو دس گنا بڑھ کر اجر ملتا ہے - غرض وہ چار باتیں کیا ہیں - جنکا اس سورہ میں ذکر ہے

اُن میں اوّل اور مقدم **ایمان** ہے یہ عظیم الشان چیز ہے بدون اسکی

کوئی عمل مقبول ہی نہیں ہوتا ہر ایک عمل میں ضروری ہے کہ ایمان اخلاص اور صواب ہو یہ پتہ لگنا کہ کسقدر جہ کا مومن ہے آسان نہیں ایک دراز تجربہ کے بعد معلوم ہو سکتا ہے شادی غمی کے موقع آتا ہے ایک طرف اللہ تعالے کی حکومت ہے اور دوسری طرف برادری کا قانون اور قومی محرکات اب اگر اللہ تعالے کی حکومت سے نہیں نکلتا اور قومی اور برادری کے اصولوں کی پروا نہیں کرتا تو بیشک مخلص مومن ہے۔ ایک طرف نفس کا فیصلہ ہو دوسری طرف قوم کا فیصلہ اور تیسری طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اب اگر اپنے اور قوم کے فیصلہ کی کچھ پروا نہ کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے نیچے گردن رکھدیتا ہے تو یقینا مومن ہے۔

میں دیکھتا ہوں شادیاں ہوتی ہیں تو بڑی قوم کی تلاش ہوتی ہے تقوی کی تلاش نہیں کی جاتی!!! بد معاش آوارہ مزاج شریر ہو کچھ پروا نہیں مگر ہڈی پسلی اور خون کسی بڑی قوم کا ہو افسوس! صد افسوس!! پھر شادی کی دعوتوں میں مسکینوں کو دھکے دیکر باہر نکالا جاتا ہے لیکن شریر النفس اور بے حیا لوگوں کو بلا بلا کر بٹھایا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے اموال کا تلف کرنا غضب الٰہی کا موجب ہے نہایت بیباکی اور شوخی کے ساتھ اسکو تباہ کیا جاتا ہے۔ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانے میں بیباک ہیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر احکام الٰہی کو سنتے ہیں مگر اپنی جماعت یا سوسائٹی کے کسی معمول بہ عمل کے خلاف دیکھکر اسکے لینے میں مضائقہ کرتے ہیں میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوتے تو آپ کی باتوں کے ماننے میں اسیطرح مضائقہ کرتے جیسا آج امام کی اتباع سے مضائقہ کرتے ہیں۔

غرض

ایمان موقوف ہے خدا کی ذات میں۔ اسماء میں باد میں عظمت و جبروت میں دوسرے کو شریک نہ کرے خواہ فرشتہ ہو یا رسول ہو نبی ہو یا ولی ہو۔ کیسا افسوس آتا ہے کہ موحد لوگ توحید کا اقرار کرکے پھر مسیح کو خالق مخلوق اللہ اور محیی کا حیاء اللہ مانتے ہیں!!! کیا یہی توحید ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا کے اذن سے کرتے تھے ایک دھوکا ہے اگر کوئی کام اذن الٰہی سے بھی کیا جاوے تو کیا وہ خدا کی طرح کا کام ہوجاتا اور کرنے والے کو خدا کا شریک بنا دیتا ہے...... خالق کل شئی اللہ تعالے کی ہی ذات ہے ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا جب اس سے پوچھا گیا کہ مسیح اور خدا تعالے کی چیگادڑوں میں کچھ فرق بھی ہے تو اس نے کہا کہ رل مل گئے ہیں!!!

ایمان کی پہلی شرط ہے ایمان باللہ کہ کسی حمد فعل عبادت حسن و احسان الٰہی میں کسی غیر کو شریک نہ کرے مجھے ان لوگوں پر تعجب آیا کرتا ہے جو اپنی محرومیت کے باعث خدا تعالی سے ہم کلام ہونے سے محروم ہیں کہا کرتے ہیں کہ الہام حجت نہیں ہے وہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے کیا معنے کرتے ہیں قرآن کریم تو ہمیں اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ پہونچا ہے۔ اطیعوا اللہ کا موقع ہی کب ملتا ہے رسول کے ذریعہ ماننا اسکے بھی بعد ہے خدا تعالی کی قدر کرو ایسا نہ ہو کہ ما قدروا اللہ کے نیچے آجاؤ۔ پس جب کہ اللہ تعالے کلام کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آج چپ ہو گیا؟ مجھے اس آیت پر کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ میں جب قوم نے بچھڑہ کو خدا بنایا تو اللہ تعالے نے انکو یہ دلیل دی ہے کہ لا یرجع الیھم قولا یعنی تم دیکھتے ہو کہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیتا یہ تفہیم ہوئی کہ جو خدا جواب نہ دے وہ بچھڑہ کا سا خدا ہوا۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ سارے جگ سے بات کرنا کبھی نہیں ہوا۔ انسان اپنے اندر وہ خوبیاں اور خواص پیدا کرے جو کلام الٰہی کے لئے ضروری ہیں پھر جواب ملے گا

دوسری شرط ایمان کی اخلاص ہے یعنی خدا ہی کے لئے ہو۔ اور تیسری شرط صواب ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مواقف عمل در آمد ہو کوئی عمل قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتا جب تک اخلاص اور صواب سے نہ ہو۔

پھر ایمان بالملائکہ ہے ایمان بالملائکہ ایسی چیز ہے جسکی طرف سے تساہل کرکے لوگ نیکی سے محروم رہ جاتے ہیں آج کل کے لوگ سمجھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ بدون سبب کے فعل سرزد نہیں ہوتا پس بیٹھے بیٹھے جو انسان کو دفعۃً نیکی کا خیال آتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ ایک لمۃ الملک انسان کے ساتھ ہے اس کے ذریعہ نیک خیال پیدا ہوتے ہیں اور شیطانی تعلقات سے برے خیالات اٹھتے ہیں پس انسان کو لازم ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر فی الفور نیکی کرے ایسا نہ ہو یحول بین المرء و قلبہ کا مصداق ہو جاوے

ایمان بالملائکہ کا یہی فائدہ ہے کہ نیکی سے تغافل نہ کرے۔
پھر اللہ کی کتابوں اُس کے رسولوں پر ایمان لاوے۔
قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے اسکو دستور العمل بناؤ افسوس ہے کہ مسلمان اسکو کتاب اللہ جانکر بھی دستور العمل بنانے میں مضائقہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ کا فتوے دیتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی قرآن کریم کو کس ادب اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ساری حدیث کی کتابیں دیکھو جن مسائل پر قرآن کریم نے مفصل بحث فرمائی ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالےٰ۔ ضرورۃ نبوۃ مسئلہ تقدیر وغیرہ ان پر احادیث میں بحث نہیں کی گئی۔ اور نہ ایسے دلایل دئے۔ پھر تقدیر کے مسئلہ پر ایمان لاوے کہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ فاسق کو نیک نتیجہ ملے۔
پھر جزاء وسزا پر ایمان لاوے
اس کے بعد دوسری بات عملوا الصالحات ہے اس کا عام اصول ہے کہ ہر سنوار کا کام کرے اور اس کے معلوم کرنے کے واسطے قرآن کریم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد معیار ہے پھر انسان سوچ لے کہ امت محمدیہ کو کنتم خیر امۃ قرار دیا۔ پس جس سے آٹھ پہر میں کوئی بھلائی بھی نہ ہو وہ اپنی حالت پر غور کرے۔ ایسی ہی وصیت الحق ضروری ہے گو نکتا شیطان بننا اچھا نہیں۔ مقابلہ میں مشکلات پیش آتی ہیں پھر کوشش کرے اور صبر و استقلال سے کام لے یہ ہیں چار دستور العمل جو اس مختصر سی سورۃ میں بیان کئے ہیں۔ اللہ مجھے بھی اور آپکو توفیق دے کہ قرآن ہمارا دستور العمل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہو اور وہ زمانہ جو عمر اور ایمان کیلئے ہے اسکی قدر کریں آمین

واقعات اور رائیں

جنگ چین

۲۹ر جولائی کے پانیر میں اسحٰق جیکسن کی پادریوں کے جوش وخروش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اسوقت چین میں ہو رہی ہیں ان کے بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے ہاں پانی ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔
وہ عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں سے وہ لت پت ہو رہی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہو رہی ہے اس کی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کر رہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے " یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں نہیں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" یہ کل آفتیں اسی قول سے اٹھی ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہو رہی ہیں
اخبار ڈیلی کرانکل مطبوعہ ۴ر جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو انہوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے " کل ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اسلئے کہ چین میں عام طور پر آج کل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جا رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لئے کرتے تھے۔ اور کوئی اُن کا معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ ایک غیر سلطنت میں جاکر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لئے نظر کرتے ہیں کہ کوئی اگن بوٹ روانہ کی جاوے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہونچے دیکھنے والوں کو پورا یقین ہو گیا کہ اس ظالمانہ کارروائی کے بانی پادری ہیں۔
لارڈ سالسبری نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا وہ اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اُس میں اغلاط موجود ہیں اور جو ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے تم انہیں کبھی عیسائی نہ بنا سکو گے اور اگر تم کہیں کچھ کامیاب بھی ہو گئے ہو تو تمہاری کامیابی اس خطرہ عظیمہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد ازاں پیدا ہوا ہے اور جس سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس سے خونریزی ہوتی ہے اور اُس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جاوے مایوسی سے بدل جاتا ہے انگلستان کے اتنے جلیل القدر مدبر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبر جو پکا عیسائی ہے جس نے اپنی رائے صاف طور پر بیان کر دی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی

عظیم خونریزی کے آگے جو اُس کی وجہ سے ہوتی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی - یہ دراصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیئے -

---

ڈاکٹر آر - اِن - کسٹ ایل - ایل ڈی نے برٹش انجمن میں بہ مقام اپسوچ پادریوں کو مخاطب بنا کے یہ بیان کیا تھا - " اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ویسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کر کے ایک مسجد بنا لیں اور بڑی بڑی منارے بنا کے " اللہ اکبر " کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لنڈن کی کیا کیفیت ہوگی اور وہ انہیں کس نظر سے دیکھیں گے - لوگ دوڑ پڑیں گے پولس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچایا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں تیا پانچا کر دینگے - پھر اُس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے - عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیریں کرتا ہے فوچو میں ایک بلند مقام پر ایک بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں ہر طرح ناپاک کرتا ہے - اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر نا زیبا ہو سکتا ہے وہ دول خارجیہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر ہمدرد غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی انہیں مطلق ضرورت نہیں ہے

مسٹر ای - جے اسکاٹ نے ۲۵ جولائی کے پائنیر میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراضات کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے - انجیل مقدس ہی نے رومتہ الکبریٰ کو بچا دیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے " اسحق جیکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل منصف لیکی کی " تاریخ مارلیس ان ڈی مڈل ایجیز " اور موشیم صاحب کی " تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومتہ الکبریٰ میں عیسائیت قائم ہو کے یورپ میں آئی ہے اسوقت اُس کی کیا کیفیت تھی - زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنی غلیظ صومعوں سے بھر دیا - یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور ان کے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے - ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کی طرح بھونکتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور ان کو برباد کر رکھا تھا - اس زمانہ میں جب کہ خداوند مسیح کے سچے پیرو موجود تھے اور ان کے پاس انجیل مقدس تھی انہوں نے تمام دنیا کو خون سے لت پت کر دیا - تثلیث کے بچانے کے لئے لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہو گیا - وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں - اسی کمبخت عیسائیت نے پوری چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا اور انپر جادوگرنیوں کا الزام لگایا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے " جادوگرنیوں کو زندہ نہ چھوڑ "

اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیئے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کینن ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالسبری ایک خالص مگر الوہیت میں مغالطہ رکھنے والا مذہب ہیں یہ رائے دیتا ہے - جب کہ اُسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے - بت پرستی - جنات پرستی - مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش - مردم خواری - انسانی قربانی - اطفال کشی - جادو گری - فوراً دور ہو جاتی ہیں - باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں - نجاست کی جگہ صفائی ہو جاتی ہے - اور وہ ذاتی شرف اور سلف ریسپکٹ حاصل کر لیتے ہیں - مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہو جاتا ہے - اور شراب خواری بہت کم رہ جاتی ہے اور جوا متروک ہو جاتا ہے - بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہو جاتے ہیں - عورتوں کی پاک دامنی - نیک خصلت خیال کی جاتی ہے - محنت کاہلی کی جگہ حاصل کر لیتی ہے - ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کر لیتا ہے - انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے خانگی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بے رحمی کا امتناع ہوتا ہے - انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بندہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے اور ان کی برائیاں کم کیجاتی ہیں - کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے - اور بمقابلہ اُس کے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خوری اور

کفایت شعاری کا پھیلاؤ اور اُس جگہ کی قوم کا تنزل مراد ہے حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں پڑھنے اور لکھنے کا علم۔ عمدہ لباس پہننا۔ ذاتی صفائی۔ راست گوئی۔ اور سلف ریسپکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اُس کی برائی روکنی اور تہذیب پھیلانے کے اثر بے حد عجیب ہیں۔

——— پیرسہ ہنری نے بارڈ مقام شوسنز کی بابت یہ لکھتے ہیں۔ یہ شہر ایران کا ہے اور اس میں تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خورم اور صاف رہتے ہیں اس لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ” چونکہ یہاں عیسائیت نہیں ہے اس لئے یہ ساری سرسبزی اور صفائی دکھائی دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دُکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی۔ افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک اور آبادیکو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق لعنتی کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ یارک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کے بے یارو مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے۔ انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے انہیں اس نے قعر مذلت میں پہنچا دیا ہے اور سب کو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے۔

——— مسٹر چارلس دامش کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کر سکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں ان کا منشا زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشا کچھ اور ہے۔ اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ کلیفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے۔ تمام یورپ کی پادریوں کی مشنوں کو میں تعصب۔ سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا سمجھتا ہوں اُن کی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی سراسر بدمعاشیوں سے پُر ہے۔ اُنھوں نے ہمیشہ قومی ترقی کے اقدام میں رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اور خدا کی مخلوق کے لئے ان پادریوں کی مشین زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہیں۔

ایڈیٹوریل جملے

نصیب اعدا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی پچھلی چند روز کی علالت مزاج کے متعلق مختلف مقامات سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جو سچی محبت اور ارادت سے لبریز تھے۔ ہم ان تمام دوستوں کی اطلاع کی خاطر ظاہر کرتے ہیں کہ مولانا موصوف درد گوش اور بخار سے علیل تھے اس بیماری میں بھی آپکو افاقہ ہوتا تھا تو حسب معمول دوستوں کے خطوط کے جواب لکھتے رہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکو کوئی شکایت بجز ضعف کے نہیں اور آپ اس پاک سلسلہ کی قلمی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں عنقریب آپ کی چٹھی بھی شائع ہوگی۔ جن دوستوں نے ہمارے ذریعہ یا براہ راست حضرت مولانا موصوف کی بیمار پرسی کی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور حضرت مولوی صاحب کو جو اپنے احباب کی اُمیدگاہ ہیں ہر قسم کی روحانی جسمانی امراض سے محفوظ رکھے آمین۔

امتحان مرگ ایک بزرگ کہتا ہے کہ دنیا کے تمام امتحانوں میں ہم پاس ہو سکتے ہیں مگر موت کا امتحان کسی سے پاس نہ ہوا۔ یہ بظاہر یہ قول بے شک دلچسپ ہے لیکن ہاں اسلام نے ایک ایسا گُر بتلایا ہے کہ انسان موت پر فتح پا سکتا ہے۔ عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح نے موت پر فتح پائی یا کفارہ پر ایمان لا کر انسان موت کو جیت سکتا ہے ایک خیالی اور وہمی بات ہے کفارہ پر ایمان لا کر انسان امتحان مرگ میں ناکام ہوتا ہے۔ فتح موت کا گُر وہی ہے جو اسلام نے بتلایا ہے وہ کیا؟ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے تب اسکو ایسی شجاعت دی جاوے گی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال دینے کے واسطے اس کو کوئی اُمید اور ڈر روک نہ سکے گا اور وہ اس درجہ پر پہونچ جاوے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھے گا یا کم از کم اپنے آپ کو اسکی نگرانی میں سمجھے گا اور اس طرح پر وہ شہید کا مرتبہ حاصل کرے گا اس جگہ پہونچکر وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے موافق زندہ کہلائے گا اور موت پر فتح پالے گا۔ پس ہر ایک جو اس مقام کو حاصل کرے امتحان مرگ میں پاس ہو سکتا ہے۔

قدر نعمت بعد از زوال ایک فلاسفر کہتا ہے کہ اگر نظام قدرت میں انسان کے واسطے عمر کا آغاز پیرانہ سالی سے شروع ہو کر خاتمہ جوانی پر ہوتا تو بڑھاپے کی تکلیف جوانی کی پوری قدر و قیمت بتلاتیں اور انسان جوانی کی نعمت غیر مترقبہ کو بالکل ممنون و مشکور پاتا۔

حقیقت میں جوانی کی بے اعتدالیاں نہ صرف جسم ہی کو کمزور کرتی ہیں بلکہ روح پر بھی سخت صدمہ پہونچاتی ہیں جوانی کی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے حضرت داؤد فرماتے ہیں جوانی میں نیکی کرکے بڑھاپے کے دن آرام سے گذریں جوانی کی قدر و عافیت کے معلوم کرنے کے واسطے پیری سے سلسلہ زندگی شروع ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیا ہمارے گرد وپیش جوانی کے دن پورے کر کے پیرانہ سالی کی مصیبتوں کے ہزارہا شکار پکار پکار نہیں کہتے کہ من نکردم شما حذر بکنید۔ بس اے نوجوانو! جوانی کے دنوں کو غنیمت سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کی قدر کرو۔ آج وہ کام کرو کہ کل تمہارے کام آوے۔

اخبار سنت دہرم

حلیم دل پادریوں کا تعصب

ہم جارک میں یہ خبر پڑھ کر ہمیں ازحد افسوس ہوا کہ مسیح کے پہاڑی وعظ کے عملی نمونہ کے مدعی پادری صاحبان اپنے تعصب مذہبی میں حد سے بڑھ کر نکلے ملک روس کے ایک شریف کونٹ ٹالسٹائے نامی نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے تثلیث کی تردید کی ہے اور ایک خدا کی پرستش لازمی قرار دی ہے اسپر عیسائی دنیا ازخود رفتہ ہوگئی اُس کے پادریوں نے ایک کمیٹی کرکے یہ پاک فتوی جاری کیا ہے۔ کہ کونٹ مذکور کے مرنے پر مذہبی رسوم کا ادا کرنا گناہ ہے! کیا خوب! یہ ہے ہمارے حلیم دل پادریوں کی محبت کا اظہار کہ ایک شخص کی لاش کے ساتھ بھی دشمنی کرنے کو طیار ہیں صرف اس لئے کہ وہ ایک خدا کا پرستار ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے

اناللہ وانا الیہ راجعون

چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی اس الہامی پیشگوئی کے مطابق ملک میں وبا ہیضہ وغیرہ جس شدت کے ساتھ پہیلے ہیں اور جسقدر جانیں اکی تلف ہوئی ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ حضرت اقدس کا یہ الہام غالبًا انہیں دنوں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے کسی خطبہ میں شائع کر دیا گیا تھا اور حسب معمول مولانا ممدوح نے صدہا خطوط کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کو خبر پہونچادی تھی۔ یہ الہام ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ ابھی ہیضہ وغیرہ امراض کا پنجاب میں نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے یہ پیشگوئی سلیم الفطرۃ انسانوں کے لئے بصیرت اور معرفت کی زیادتی کا موجب ہے۔ ایسا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون کا بھی الہام ہوا تھا جس سے حضرت اقدس کے کسی مخلص دوست کی موت کا پتہ ملتا تھا۔ آخر یہ ساری باتیں (جو خدائے علیم کا کلام تھا) اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ان الہامات کے موافق ہماری جماعت کے بعض نہایت مخلص اور پر جوش دوست ہم سے علحدہ ہوے ازانجملہ میاں **محمد اکبر** صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ ہیں جو اس الہام کے موافق فوت ہوئے مرحوم حضرت کا سچا عاشق اور مخلص خادم تھا اور ہمیشہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا تھا۔ حضرت اقدس بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ بٹالہ سے تو ہمارے حصہ میں میاں محمد اکبر ہی آئے ہیں۔

دارالامان قادیان سے آنے کے واسطے بٹالہ گو یا دروازہ تھا اس لئے اکثر دوست آکر بٹالہ میں انکے ہی مکان پر ٹھیرا کرتے تھے۔ اور اپنے بھائیوں کی خدمت نہایت اخلاص سے کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت اقدس اور دوسرے احباب متعینہ قادیان کی چوٹھیاں وغیرہ باہر سے آیا کرتی تھیں وہ سب میاں محمد اکبر ہی ریلوے سٹیشن سے چھڑوا کر روانہ کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس ع‍م کے ہاں مہمانوں کی آمد و رفت کے بکثرت ہونیکی وجہ سے اور الہام وسع مکانک کے موافق سلسلہ تعمیرات شروع رہتا ہے اس کے مصالحہ وغیرہ کے بہم پہونچانے اور بھیجنے میں بڑی ہمت سے کام لیتے تھے اور یہ انکا معمول تھا کہ جمعہ علی الحضور حضرت کی ہمراہ پڑھا کرتے تھے۔ کوئی بڑی سے بڑی ضرورت بھی اُن کو روک نہ سکتی تھی۔ مرحوم کو درد گردہ کی شکایت تھی جس سے گردہ کے عمل میں خلل واقع ہوا اور پیشاب بند ہوگیا۔ پہلی مرتبہ جب اسکو یہ شکایت ہوئی تو وہ حضرت اقدس ہی کے قدموں میں آرہا۔ حضرت اقدس نے جس دل سوزی اور ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ اُن کے علاج میں سعی کی ہم حلفًا قسم کہا کر کہتے ہیں کہ اسقدر جوش اور غم ہم نے حقیقی والدین میں بھی محسوس نہیں کیا۔ ہر سیدہ منٹ کے بعد خبر منگواتے۔ اور خود بار بار اُن کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ آپ کی اسقدر ہمدردی اور غمخواری ہی ایک سلیم الفطرۃ انسان کےلئے آپ کی صداقت کی دلیل ہے افسوس ہے ہم اُس جوش کو جو حضرت اقدس ع‍م کو میاں محمد اکبر صاحب کی بیماری کے علاج میں تھا الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ آخر آپکی پر سوز اور مسیحی دعاؤں نے مسیحائی اثر دکہایا اور ایک مردہ کو زندہ کر دیا۔ کوئی دو مہینے کے بعد پھر یہ دورہ ہوا۔ مرحوم کی دلی آرزو تھی کہ میری موت حضرت اقدس کے قدموں پر ہو۔ اس مرتبہ حضرت اقدس ہی کے مکان میں ٹھیرا۔ بہت علاج کیا لیکن موت کا کیا علاج آخر ۲۳ ربیع الاول سے سنہ ۱۹۰۰ء بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد مرحوم نے جان دی انا للہ الخ جمعہ کی صبح کو حضرت نے جنازہ پڑھا اور دارالامان ہی میں دفن ہوا۔ مرحوم کی موت ہم سب کے لئے ایک رشک دلانے والی موت ہے اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس کے قدموں میں اس جہان کو رخصت ہو اور وہ امام زمان جسکی نسبت خدا نے کل دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہوا ہے

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے تبلیغ کا سارا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چاء میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخبار آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۲۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک صرف ۱۲ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ ۱۲ اور غیر مذاہب سے ۸ اس غرض سے کہ غیر مذاہب والوں کو خدا کے یہ موقعہ کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں چھپ کر طیار ہے قیمت ۳ محصول ڈاک ۱ اس کے فروخت ہونے پر حصہ سوم عنقریب طبع ہوگا - المشتہر خاکسار سراج الحق از دار الامان

ممیرے کا سُرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کے ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ عـــہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت خریدار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دُھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے معضلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم ساگنگی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پڑ سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں کمزور بہت اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا